السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومقتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں آج کل تقریباً تمام اسکولوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ جب کوئی ٹیچر کسی کلاس میں جاتا ہے تو سب بچے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں جب تک استاد کرسی پر نہ بیٹھے یا بچوں کونیچے بیٹھنے کا حکم نہ دے پوری کلاس کھڑی رہتی ہے اسی طرح جب کوئی عالم دین کسی کے پاس ملاقات کےلیے جاتا ہے تووہ لوگ بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں جب تک وہ نہ بیٹھے کھڑے رہتے ہیں اوراسی طرح اسکولوں میں جب ہماراقومی ترانہ گایا جاتا ہے تواساتذہ سمیت تمام طلباء سجدہ کی جگہ نظریں جمائے کھڑے رہتے ہیں ے توکیا یہ قیام کتاب وسنت کی روشنی میں جائز ہے یا حرام ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسئلہ ہذامیں اہل علم کا سخت اختلاف ہے ایک گروہ اساتذہ کرام اوربڑے بزرگوں وغیرہ کےلیے بطوراحترام کھڑے ہونے کا قائل ہے ان میں سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں ان کا استدلال فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

قومواالی سیدکم» سے ہے ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری نے کہا ہے ۔»

(فی ہذاالحدیث امرالامام الاعظم باکرام الکبیر من المسلمین ومشروعیۃ اکرام اہل الفضل فی مجلس الامام الاعظم والقیام فیہ لغیرہ من اصحابہ والزام الناس کافۃ بالقیام الی الکبیر منہم » (فتح الباری 11/49»

اورجولوگ منع کے قائل ہیں ان کا استدلال ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگائے نکلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کےلیے کھڑے ہوئے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کےلیے کھڑے مت ہوں امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا جواب دیا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اوراس میں بعض راوی غیر معروف ہیں اوراسی طرح ان کا استدلال آپ کے اس ارشاد سے ہے ۔

«من ارادان یتمثل لہ الرجال قیاما وجبت لہ النار»

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس سے مرادوہ لوگ ہیں جوکھڑاہونے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اکرام کےلیے اس میں نہی کا ذکر نہیں اورابن قتیبہ نے جواب یوں دیاکہ اس سے مرادسرپر کھڑے رہنا ہے جس طرح عجمی شاہان کی عادت تھی ادرابن بطال نے جواز کےلیے نسائی کی روایت سے استدلال کیا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوآتے دیکھ کر خوش آمدید کہتے پھر کھڑے ہوکراس کا بوسہ لیتے پھر ہاتھ پکڑکراپنی جگہ بٹھالیتے ۔ یہ روایت ترمذی اورابوداؤدوغیرہ میں بھی ہے اورقصہ توبہ کعب بن مالک میں ہے ۔

«فقام الی طلحۃ بن عبید اللہ یہرونی»

یعنی "طلحہ بن عبید اللہ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے ۔ "اس طرح کے بہت سارے دلائل جانبین سے دیئے جاتے ہیں ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل "میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ مستندات کے جوابات دینے کی سعی کی ہے اورحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری "میں سوال وجواب کی طویل بحث کی ہے جوایک محقق کےلیے بے حد مفید ہے ۔ اختتام بحث پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہ نظریہ کوپسند فرمایا ہے ۔

(القیام علی سبیل الاالاعظام مکروہ وعلی سبیل الاکرام لایکرہ» (11/54»

کسی کی برائی کےلیے کھڑاہونا مکروہ اورعزت واحترام کی خاطر کھڑاہونا جائز ہے ۔ «وہذا تفصیل حسن» یہ اچھی وضاحت ہے فی الواقع دونوں طرف روایات موجودہیں جواز کے اعتقاد کے باوجود احتیاط اس میں ہے کہ بطوراکرام " کھڑانہ ہواس لیے کہ عام حالات میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےلیے کھڑے نہیں ہوتے تھے بسا اوقات آپ نے منع بھی فرمایا سوال میں مرقوم پہلی دونوں صورتیں توقطع نظر احترام کے محض ایک عادت مستمرہ معلوم ہوتی ہے کتاب وسنت یا سلف صالحین کے عمل سے اس کی مثال ملنی مشکل ہے لہذااس سے احتراز کرنا چاہیے اورقومی ترانہ کے احترام میں کھڑاہونا توقطعاً بدعت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہورد»

''یعنی جودین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے ۔ "

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ]

ج1ص810

محدث فتویٰ